نحمدہ و نصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم o

بسم اللہ الرحمن الرحیمo

دعوت وتبلیغ

اسلام میں دعوت وتبلیغ بڑی اہم عبادت ہے۔تمام عبادتوں کا فائدہ خود اپنے آپ کو ہوتا ہے اور دعوت وتبلیغ کا فائدہ دوسروں کو بھی۔حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: تبلیغ بہترین جہاد ہے۔

دعوت کے تین اصول ہیں۔

ا۔حکمت، ۲۔موعظ حسنہ اور ۳۔بحث ہوتو بہترین طریقہ سے

دعوت بالحکمۃ: اہل علم واہل فہم کے لئے

دعوت بالموعظۃ: عوام الناس کے لئے

دعوت بالمجادلہ: ان لوگوں کے لئے جن کے دل میں شکوک وشبہات ہوں یا بغض وکینہ اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے ماننے سے منکر ہوں۔

(دعوۃ) دعوت کے لفظی معنی بلانے کے ہیں، انبیاء کرام علیہم السلام کا پہلا فرض منصبی لوگوں کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف بلانا ہوتا تھا۔پھر تمام تعلیمات نبوت و رسالت اسی دعوت کی تشریحات ہیں۔ہمارے نبی محترم کریم آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خاص صفت "**دَاعِیُ اِلَی اللہ**" ہے۔**وَدَاعِیاً اِلَی اللہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجاً مُّنِیْراً**o (الاحزاب:۴۶) "اور وہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی طرف، اللہ (سبحانہ وتعالیٰ ہی) کے حکم سے بلاتے ہیں اور وہ چمکا دینے والے آفتاب ہیں"۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: **اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ** "(آپ صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے رب (جل جلالہ) کی راہ (یعنی دین اسلام) کی طرف (لوگوں کو) حکمت سے اور اچھی نصیحت کے ذریعے

بلائیں۔حکمت سے مراد، وہ طریقہ دعوت ہے جس میں مخاطب سے گفتگو کرتے وقت ایسی تدبیر اختیار کی جائے۔ جو اس کے دل پر اثر انداز ہو سکے اور نصیحت سے مراد یہ ہے کہ خیر خواہی اور ہمدردی کے جذبے سے بات کہی جائے اور اچھی نصیحت سے مراد یہ بھی ہے کہ عنوان بھی محترم ہو اور الفاظ دل خراش اور توہین آمیز نہ ہوں۔

دعوت الی اللہ :

دعوت الی اللہ دراصل انبیاء کرام علیہم السلام کا منصب تھا۔امت کے علماء یا مبلغین اس منصب کو نائب ہونے کی حیثیت سے استعمال کرتے ہیں۔ تو ضروری ہے کہ اس کے آداب اور طریقے بھی انہی کے مطابق ہوں اور انہی سے سیکھیں۔ جو دعوت ان کے انداز میں نہ ہو وہ دعوت، عداوت کی شکل اختیار کر جاتی ہے اور جنگ وجدل کا سبب بن جاتی ہے۔

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرعون کے پاس بھیجا تو ارشاد فرمایا: **فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى** ۝ (طٰہٰ:۴۴) ”تو اس سے نرم بات کہنا اس امید پر کہ وہ دھیان کرے اور ڈر جائے“۔فرعون جیسا سرکش حکمران جن کی موت بھی علم الٰہی میں کفر پر ہونے والی تھی۔اس کی طرف بھی جب اپنے داعی (حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کو) بھیجتا ہے تو نرم گفتار کی ہدایت کے ساتھ بھیجتا ہے۔

آج ہم جن لوگوں کو دعوت دیتے ہیں وہ فرعون نہیں ہیں اور نہ ہی فرعون کی طرح سرکش ہیں۔ جب فرعون کو دعوت دیتے وقت سخت کلامی نہیں کی گئی نہ فقرے کسے گئے، نہ ہی توہین آمیز انداز اختیار کیا گیا تو ہمیں آوازیں کسنے، طعن وتشنیع اور توہین آمیز انداز سے بچنا چاہیے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت وتبلیغ اور وعظ ونصیحت میں اس کا بڑا لحاظ رہتا تھا کہ مخاطب پر بار نہ ہونے پائے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت وتبلیغ وتعلیم میں اس بات کا بڑا

اہتمام ہوتا تھا کہ مخاطب کی رسوائی نہ ہو۔ اسی لئے جب کسی شخص کو دیکھتے کہ کسی غلط اور برے کام میں مبتلا ہے تو اس کو براہِ راست خطاب کرنے کی بجائے مجمع عام کو مخاطب کر کے فرماتے تھے۔ مَا بَالُ اَقْوَامٍ یَفْعَلُوْنَ کَذَا ؟ ”لوگوں کو کیا ہو گیا کہ فلاں کام کرتے ہیں؟“ اس عام خطاب میں، جس کو سنانا، اصل مقصود ہوتا وہ بھی سن لیتا اور دل ہی دل میں نادم ہو کر اس کو چھوڑنے کی فکر میں لگ جاتا تھا۔

”دعوت“ کے معنی دوسرے کو اپنے پاس بلانا بھی ہے۔ محض اس کے عیب بیان کرنے کے لئے نہیں اور یہ بلانا اسی وقت ہو سکتا ہے، جب مبلغ اور سامعین میں کوئی قدر مشترک ہو۔ جس میں برادرانہ رشتہ جتلا کر اسلامی کام بیان کیا جائے۔ انبیاء کرام علیہم السلام یَا قَوْمِ فرما کر دعوت دیتے تھے۔

رسول کریم ﷺ نے ہرقل بادشاہ کو دعوت دینے کے لئے اس کے نام جو خط لکھا ایک تو اسے ”عظیم الروم“ کے لقب سے یاد کیا۔ جو اس کے ملک میں اس کا اعزاز تھا۔ مگر کیا خوبصورت انداز ہے کہ اسے رومیوں کا عظیم حکمران کہا، اپنا نہیں فرمایا۔ پھر اس کے بعد ایمان کی دعوت اس عنوان سے دی۔ یٰٓاَھْلَ الْکِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اَنْ لَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰہَ وَلَا نُشْرِکَ بِہٖ شَیْئًا ..... (آل عمران: ٦٤) ”اے اہل کتاب ایسے کلمہ کی طرف آؤ جو ہم میں اور تم میں یکساں ہے یہ کہ عبادت نہ کریں مگر اللہ تبارک وتعالیٰ کی اور اس کا کسی کو شریک نہ کریں“۔

نبی کریم ﷺ کی مقدس تعلیمات پر دھیان دیا جائے تو ہر تعلیم و دعوت میں اسی طرح کے آداب و اصول ملیں گے آج کل اول تو دعوت و اصلاح اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی طرف دھیان ہی نہیں رہا اور جو لوگ اس میں مشغول ہیں انہوں نے صرف بحث و مباحثہ کو فوقیت دے رکھی ہے۔ حالانکہ عوام الناس تو بنیادی مسائل سے بھی آگاہ نہیں ہیں۔ پھر ہماری بہت کم تقاریر ایسی ہیں جن میں قوم کی تعلیم و تربیت پیش نظر ہوتی ہے۔

ہر مسلمان کی ذمہ داری:

یہ سمجھ لینا کہ اپنا عقیدہ اور ایمان مضبوط کر لیا جائے اور اپنے اعمال درست

کر لئے جائیں تو یہ کافی ہے، خواہ بیوی، اولاد، بہن بھائی اور دوست احباب نماز نہ پڑھیں، برائیوں میں مبتلا ہوں۔ ان کی اصلاح گویا ان کے ذمہ ہی نہیں۔ حالانکہ قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں واضح طور پر ہر شخص کے ذمہ اپنے اہل و عیال اور متعلقین کی اصلاح فرض قرار دی گئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: **یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِیْكُمْ نَارًا....** (التحریم:٦) ”اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ“۔

جو لوگ دعوت و تبلیغ اور اصلاح احوال کے فریضہ کی طرف توجہ دیتے بھی ہیں تو ان میں سے اکثر قرآنی تعلیمات اور دعوت پیغمبرانہ کے اصول و آداب سے ناآشنا ہیں، بے سوچے سمجھے جس کو جس وقت جو چاہا کہہ ڈالا اور یہ سمجھ بیٹھے کہ ہم نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے۔ حالانکہ یہ طرز عمل سنت انبیاء کرام علیہم السلام کے خلاف ہونے کی وجہ سے لوگوں کو دین اور احکام دین پر عمل کرنے سے اور زیادہ دور پھینک دیتا ہے۔

خَیْرَ اُمَّةً:

اُمَّتْ : اصطلاح میں امت اس جماعت کو کہتے ہیں جو کسی ایک متفقہ کام کا قصد کرے۔ پھر نبی کریم ﷺ کے پیروکاروں کو امت کہا جاتا ہے وہ سب ایک رسول کریم ﷺ کا اتباع کرتے ہیں۔ **کُنتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ** (تم بہترین امت ہو) یعنی جماعت اور گروہ۔ یعنی اے ایمان والو! تم ایسی جماعت ہو **یَدْعُوْنَ اِلَى الْخَیْرِ** (جو بھلائی کی دعوت دیتے ہو) مطلب یہ ہے کہ تم بہتر امت ہو، جو اچھے عقائد اور اعمال کی دعوت و تبلیغ کرتے ہو۔ **خَیْرَ** سے مراد اتباعِ قرآن و سنّت ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے امت کو تین چیزوں کا مکلّف فرمایا ہے۔ ا۔ بھلائی کی دعوت دینا، ۲۔ اچھی باتوں کو حکم دینا اور ۳۔ بری باتوں سے حتی الامکان روکنا۔ ان تین کاموں پر یعنی ان تین کاموں کے کرنے والے لوگوں کو دونوں جہانوں کی کامیابی کا وعدہ دیا گیا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ جو کوئی بھلائی کا حکم نہ

دے اور برائی سے نہ روکے وہ اوندھا لٹکایا جائے گا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان کی مثال ایک بحری جہاز کے سواروں کی طرح ہے اگر یہ ایک شخص بحری جہاز کا تختہ توڑ دے اور دوسرے اس کا ہاتھ نہ پکڑیں تو سب ہی ڈوب جائیں گے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اندازِ تبلیغ:

قریش نے یہ تجویز کیا کہ حضرت محمد ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کے پیچھے ایک ایک ایسا آدمی لگا دو جو اس کو گرفت میں لے لے۔ انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے طلحہ بن عبید اللہ کو لگا دیا۔ وہ قوم کے لوگوں کو لے کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پوچھا آپ مجھے کس چیز کی دعوت دیتے ہو۔ طلحہ نے کہا، لات وعزّیٰ کی عبادت کی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ لات کیا ہے؟ طلحہ نے کہا یہ ہمارا رب ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ عزّیٰ کیا ہے؟ تو طلحہ نے کہا یہ ہمارے رب کی بیٹی ہے۔ اس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ان کی ماں کون ہے؟ اس پر طلحہ چپ ہو گئے اور جواب نہ دے سکے۔ اس کے بعد طلحہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا اس شخص کو جواب دو، وہ سب چپ رہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اولاد ماں باپ کی جنس سے ہوتی ہے۔ جنس سے جنس کی ماں ہوتی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اولاد اور بیوی کے ہونے سے پاک ہے۔ وہ آسمانوں کا اور ہم سب کا خالق ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ میں تمہیں خدائے وحدہٗ لاشریک کی طرف دعوت دیتا ہے اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت کے اقرار کا پیغام دیتا ہوں۔ طلحہ نے کہا اے ابوبکر اٹھیے میں اقرار کرتا ہوں ۔**اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و اشھد ان محمدًا عبدہٗ و رسولہ**۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بڑے میٹھے، نرم اور حکمت بھرے انداز میں گفتگو اور تبلیغ فرمائی۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ طلحہ نے کلمہ پڑھ لیا اور حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نورِ ایمان سے منور ہو گئے اور پھر یہی حضرت طلحہ بن عبید اللہ اُن دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (عشرہ مبشرہ) میں شمار ہو گئے جنھیں رسول کریم ﷺ نے ان کی زندگی میں ہی جنت کی بشارت عطا فرمائی۔

افضل شہید:

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) "اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک کون سا شہید افضل ہے؟ فرمایا وہ آدمی جو کسی ظالم حاکم کے پاس جائے، اسے نیکی کا حکم کرے اور برائی سے روکے، ایسا کرنے پر وہ (ظالم حکمران) اسے قتل کردے تو اس کے بعد اس پر (نیکی بدی لکھنے کی قلم) نہیں چلے گی اور وہ زندہ رہا تو (گنہگار) زندہ نہ رہا"۔

ایسے ہی حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میری امت کا افضل ترین شہید وہ آدمی ہے جو کسی ظالم حاکم کے پاس جائے، اسے نیکی کا حکم کرے اور برائی سے روکے اس پر وہ اسے قتل کردے اس شہید کا درجہ جنت میں، حضرت حمزہ اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہم کے درمیان ہوگا"۔

جنگ کے بغیر جہاد:

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) کیا کفار ومشرکین سے جنگ کے بغیر بھی جہاد ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہاں اے ابوبکر رضی اللہ عنہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے ایسے مجاہدین بھی زمین پر ہیں جو کہ ان شہداء سے افضل ہیں، جو زندہ ہیں، انہیں روزی ملتی ہے، یہ زمین پر چل رہے ہیں۔ اللہ (تبارک وتعالیٰ) ان کے ساتھ آسمان کے فرشتوں کے سامنے فخر فرماتا ہے' ان کے لئے جنت سجائی جاتی ہے"۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) وہ کون لوگ ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "نیکی کا حکم کرنے والے، برائی سے روکنے والے، اللہ تبارک وتعالیٰ کی خوشنودی کے لئے محبت کرنے والے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی خاطر دشمنی رکھنے والے"۔

راستے کا حق ادا کرو:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا: ”راستوں میں بیٹھنے سے بچو (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے) عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم ،بعض اوقات وہاں) ہمارے لئے بیٹھنا ضروری ہوتا ہے جس میں ہم باہم گفتگو کرتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تمہارا بیٹھنا ضروری ہے تو راستے کو اس کا حق دو۔ عرض کیا، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) راستے کا حق کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نگاہ نیچی رکھنا، ایذا رسانی سے باز رہنا، سلام کا جواب دینا، نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا“۔

حضرت درّہ رضی اللہ عنہا بنت ابولہب سے روایت ہے کہ کسی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ بہترین بندہ کون ہے؟ ”(تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) اچھی باتیں بتانے والا، برائیوں سے روکنے والا، اللہ تبارک وتعالیٰ سے ڈرنے والا اور صلہ رحمی کرنے والا“۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ”جو اچھی باتوں کا حکم دے، برائیوں سے روکے، وہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کا بھی خلیفہ ہے، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی اور اس کی کتاب (قرآن مجید) کا بھی“۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی بارگاہ میں عرض کیا! ”اے رب العالمین جو اپنے بھائی کو دعوت (خیر) دے، اسے نیکی کا حکم کرے اور برائی سے روکے اس کی جزاء کیا ہے؟ (اللہ تبارک وتعالیٰ) نے فرمایا ”میں اس کی ہر بات پر ایک سال کی عبادت کا ثواب لکھتا ہوں اور اسے جہنم کی آگ سے سزا دینے میں مجھے حیا آتی ہے“۔

خلاف شرع کام روکنے کے طریقے:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: ”جو کوئی تم میں سے خلاف شرع کام دیکھے اور اپنے ہاتھ سے منع کرنے اور باز رکھنے کی طاقت رکھتا ہو تو ہاتھ سے منع کرے، اگر ہاتھ سے روکنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو زبان ہی سے منع کرے اور جو اس کی بھی قدرت

نہ رکھتا ہو وہ دل ہی میں برا جانے اور یہ ایمان کا ضعیف درجہ ہے‘‘۔

موت سے پہلے عذاب:

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ’’جو شخص کسی قوم میں برے کام کرتا ہو اور قوم والے باوجود قدرت کے اس کو، اس کے کام کو نہ روکیں (نہ بدلیں، نہ منع کریں) تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) ان پر اپنا عذاب ان کی موت سے پہلے نازل فرماتا ہے‘‘۔

گناہ کو برا نہ سمجھنے والا گناہ کرنے والے کی مثل:

حضرت عرس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جب زمین پر گناہ کیا جاتا ہے تو جس نے اس گناہ کو دیکھا اور برا جانا تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے اس نے گناہ کو دیکھا ہی نہیں اور جس نے نہیں دیکھا لیکن گناہ سے راضی ہوا اس نے گویا گناہ دیکھا‘‘۔

بنی اسرائیل کی پہلی خرابی:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’بنی اسرائیل میں پہلی خرابی جو پیدا ہوئی وہ یہ تھی کہ ایک شخص دوسرے شخص سے ملتا اور اس سے کہتا، اللہ (تبارک وتعالیٰ) سے ڈر اور اپنی حرکات سے باز آ کیونکہ یہ حرکات جائز نہیں ہیں۔ پھر دوسرے دن جب اس سے ملتا تو ان باتوں سے منع نہ کرتا اس لئے کہ اس کے کھانے پینے میں شریک ہو جاتا (یعنی ملتا تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ذمہ داری ادا نہ کرتا) پھر جب ایسا کیا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے بعضوں کے دل کو بعضوں کے دل سے ملا دیا پھر فرمایا کہ بنی اسرائیل میں جن لوگوں نے کفر کیا تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے ان پر لعنت کی۔ حضرت داؤد (علیہ السلام) اور (حضرت) عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) کی زبان پر آخیر آیت تک پھر فرمایا ہرگز ایسا نہیں اللہ کی قسم

ہے البتہ تم بھلی بات بتلاؤ گے اور برے کام سے منع کروگے اور ظالم کے دونوں ہاتھ پکڑ کر اسکو حق کی طرف ایسا جھکاؤ گے جو کہ جھکانے کا حق ہے اور اس کو حق پر ٹھہراؤ گے جیسا کہ حق پر ٹھہرانے کا حق ہے (یعنی زبردستی اس کو حق اور انصاف پر مجبور کرتے رہو گے)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: "جب لوگ ظالم کے ظلم کو دیکھیں اور اس کا ہاتھ نہ پکڑ لیں تو قریب ہے کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) اپنے عذاب میں ان سب کو پکڑے (یعنی جو ظالم نہ ہوں وہ بھی گرفتار ہوں) حضرت عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جب کسی قوم میں برے کام ہوتے ہوں اور قدرت کے باوجود لوگ اس برے کام کو ختم نہ کریں تو ممکن ہے اللہ (تبارک وتعالیٰ) ان سب لوگوں کو عذاب میں مبتلا فرمادئے"۔

حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ سے لوگوں نے کہا کہ فلاں شخص کہتا ہے کہ لوگوں کو (امر بالمعروف کی) دعوت اس وقت تک نہ دو جب تک تم خود بالکل پاک نہ ہو جاؤ۔ فرمایا شیطان کی اس سے بڑی کوئی آرزو نہیں کہ اس قسم کے اقوال کو ہمارے دلوں میں آراستہ کردے تاکہ احتساب کا دروازہ ہی بند ہو جائے۔ (کیمیائے سعادت)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم کیا ہم اس وقت تک نیکی کا حکم نہ دیں جب تک اس پر خود عمل نہ کریں اور برائی سے نہ روکیں جب تک خود مکمل طور پر برائی سے نہ رکیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بلکہ نیکی کا حکم کرو چاہے خود سب پر (مکمل طور پر) عمل نہ کرسکو اور برائی سے روکو چاہے سب سے ابھی نہ رک سکو"۔

ظالم بادشاہ مسلط کیا جاتا ہے:

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں۔ "تم نیکی کا حکم کرو اور برائی سے منع کرو ورنہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) تم پر ظالم حکمران مسلط کردے گا جو تمہارے بڑوں کا لحاظ نہ کرے گا اور تمہارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے گا، نیک لوگ دعا کریں گے

تو ان کی دعا قبول نہ ہوگی، وہ مدد مانگیں گے مگر ان کی مدد نہ کی جائے گی، وہ معافی مانگیں گے اور معافی نہ دی جائے گی‘‘۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کی حدود کے منکر کی مثال:

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، ں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی حدود کے منکر اور اس میں مبتلا اس قوم کی طرح ہیں جنہوں نے قرعہ اندازی کی اور بعض کشتی کے اوپر والے حصے میں اور بعض نچلے حصے میں سوار ہوئے۔ نچلے حصے والے طلبِ پانی کے لئے اوپر والے حصے میں جاتے ہیں، نچلے حصے والوں نے سوچا کہ کیوں نہ ہم ایک سوراخ کرلیں اور اوپر والوں کو تکلیف میں نہ ڈالیں اگر اوپر والے انہیں (یعنی نچلے حصے والوں کو) ایسا کرنے کا ارادہ پورا کرنے دیں گے تو سبھی (ڈوب کر) ہلاک ہوجائیں گے اور اگر ان کا ہاتھ روک دیں گے تو (اوپر والے اور نیچے والے) سبھی نجات پائیں گے‘‘ (یہی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے معنی ہیں)۔

بے عمل مبلغ:

حضرت اسامہ بن زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ’’قیامت کے دن ایک آدمی لایا جائے گا پھر اسے جہنم کی آگ میں ڈالا جائے۔ تو اس کی انتڑیاں باہر نکل پڑیں گی تو وہ انہیں لے کر اس طرح چکر کاٹے گا جس طرح گدھا چکی کے گرد چکر کاٹتا ہے۔ اہل جہنم اس کے پاس جمع ہوں گے اور کہیں گے اے فلاں تجھے کیا ہوا کیا تو بھلائی کا حکم نہیں دیتا تھا اور برائی سے نہ روکتا تھا۔ وہ کہے گا ہاں! میں بھلائی کا حکم دیتا تھا لیکن خود نہ کرتا تھا اور برائی سے روکتا تھا خود اس کا مرتکب ہوتا تھا‘‘۔

امت کے بے عمل خطیب توجہ کریں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’شب معراج آسمان کی طرف لے جایا گیا تو میں نے کچھ آدمیوں کو دیکھا جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جارہے تھے۔ میں نے پوچھا۔ اے جبرائیل (علیہ السلام) یہ کون ہیں؟ انہوں نے

عرض کیا یہ آپ ﷺ کی امت کے وہ خطیب ہیں جو لوگوں کو نیکی کا حکم کرتے تھے اور اپنے آپ کو فراموش کر دیتے تھے۔ جب کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے" "کیا تم لوگوں کو حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھلا دیتے ہو اور تم کتاب بھی پڑھتے ہو کیا تم عقل نہیں کرتے؟" (یعنی تم کتاب اللہ پڑھنے کے باوجود اس پر عمل نہیں کرتے ان کی حالت یہ تھی کہ وہ صدقہ کرنے کا حکم کرتے تھے اور خود صدقہ نہیں کرتے تھے۔ ایمانداروں پر لازم ہے کہ نیکی کا حکم دیں، برائی سے روکیں مگر اپنے آپ کو فراموش نہ کریں یعنی خود بھی عمل کریں۔

اٹھارہ ہزار نیک آدمیوں والی بستی پر عذاب:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں، رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:" اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے اس بستی پر عذاب بھیجا جس میں اٹھارہ ہزار ایسے نیک آدمی تھے جن کے (دوسرے) اعمال انبیاء کرام علیہم السلام کی طرح تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں آپ ﷺ سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم یہ کیوں؟ فرمایا اس لئے کہ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی خاطر غصہ نہ کرتے تھے۔ نیکی کا حکم نہ کرتے تھے اور برائی سے نہ روکتے تھے"۔

امام غزالی علیہ الرحمہ کیمیائے سعادت میں لکھتے ہیں:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایک فرشتے کو بھیجا کہ جاؤ فلاں شہر کو تباہ برباد کر دو۔ اس فرشتے نے عرض کیا یا الہ العالمین فلاں (نیک) آدمی بھی تو اسی شہر میں رہتا ہے جس نے کبھی پلک جھپکنے کے برابر بھی گناہ نہیں کیا، پھر اب کیا کروں؟ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا اس کو بھی تباہ کر دو کہ دوسروں کو گناہ کرتے دیکھتا اور ایک لمحہ کے لئے بھی ترش روی تک اختیار نہ کی"۔

ا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، "لوگوں پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ ان کے نزدیک نیکی کا حکم کرنے اور برائی سے روکنے والے سے گدھے کا مردار زیادہ پسند ہوگا"۔

دعائیں قبول نہ ہوں گی:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "قسم ہے اس ذات اقدس کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے تم ضرور بضرور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو گے ورنہ قریب ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ تم پر اپنا عذاب بھیج دے گا پھر تم اس کے دور ہونے کے لئے دعا کرو گے مگر تمہاری دعا قبول نہ ہوگی"۔

ازقلم: منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)

چیف ایڈیٹر: ماہنامہ "سیدھا راستہ" لاہور

ملنے کا پتا: انجمن اشاعت دین اسلام (رجسٹرڈ) لاہور جامع مسجد نگینہ گجرپورہ سکیم لاہور۔

ماہانہ تعلیمی وتربیتی اجتماعات

۱۔ ہر انگریزی مہینے کا پہلا اتوار 11:00 صبح تا نماز ظہر، بمقام جامع مسجد نگینہ گجرپورہ لاہور۔

۲۔ ہر انگریزی مہینے کا دوسرا اتوار 11:00 صبح، بمقام گلشن شادی ہال، گلشن راوی لاہور۔

۳۔ ہر انگریزی مہینے کا تیسرا اتوار بعد از نماز ظہر، بمقام جامع مسجد فردوس شاد باغ لاہور۔

۴۔ ہر انگریزی مہینے کا تیسرا بدھ بعد از عشاء، القریش شادی ہال، جوہر ٹاؤن لاہور

۵۔ ہر انگریزی مہینے کا تیسرا اتوار بعد از عشاء موڑ کھنڈا، ضلع شیخوپورہ۔

۶۔ ہر انگریزی مہینے کا آخری اتوار بعد از نماز ظہر

جامع مسجد یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) گلشن راوی لاہور۔